اظہار احمد رسولنگری

علم تجوید و قرآت کی دنیا کا درخشندہ ستارہ
القاری المقری نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نذیر احمد بن حافظ غلام محمد امی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپؒ بستی کوٹ سپرا احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری و ناظرہ مدرسہ تعلیم القرآن رحیم آباد میں حاصل کی۔ اور اسی مدرسہ میں حضرت قاری صاحبؒ کے والد محترم حافظ غلام محمدؒ درجہ حفظ کے استاد تھے موصوف نے اپنے والد صاحب سے مکمل قرآن کریم نہایت پختگی سے یاد کیا اس کے بعد مدرسہ کے مہتمم میر احمد حقانی کے مشورہ سے جامعہ عربیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخل ہوئے اس مدرسہ کے بانی اور مہتمم علامہ محمد یوسف بنوریؒ تھے۔ تعلیمی لحاظ سے یہ ادارہ پاکستان اور بیرون پاکستان ایک بڑا علمی مرکز سمجھا جاتا تھا جہاں عرب اساتذہ کثرت سے ہوتے تھے قاری صاحبؒ نے یہاں موقوف علیہ تک درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ اور ساتھ ساتھ مدرسہ تجوید القرآن ٹاور کراچی میں شیخ القراء قاری حبیب اللہ افغانی سے باقاعدہ تجوید و قرآت کی تعلیم شروع کی اور بعد میں مستقل طور پر مدرسہ تجوید القرآن میں پڑھنا شروع کر دیا اور روایت حفص کی تکمیل کے بعد قراء آت سبعہ کی مشہور کتاب "الشاطبیۃ" کی تعلیم میں مشغول ہو گئے اور عرصہ پانچ سال یہاں حضرت شیخ القراء قاری حبیب اللہ الافغانیؒ کی خدمت میں گزارے۔ اسی اثنا میں والد محترم قاری محمد یحیٰ رسولنگری صاحب سے ملاقات ہوئی جو کہ وہاں قراء آت سبعہ کی تکمیل کے بعد قراء آت ثلاثہ پڑھ رہے تھے یہی پہلی ملاقات تھی جو بعد میں حقیقی بھائی کی صورت میں تبدیل ہو گئی اور یہ اخوت عرصہ 27 سال تک قائم و دائم رہی حضرت قاری صاحبؒ کی بعض مسائل دینیہ پر والد

محترم مد ظلہ سے گفتگو ہوتی رہتی تھی جن میں خاص کر فاتحہ خلف الامام رفع الیدین وغیرہ شامل ہیں الحمدللہ تھوڑے عرصہ میں دوران تعلیم قاری صاحبؒ مسلک اہل حدیث کی طرف راغب ہو گئے اور کتب حدیث سے مسلسل استفادہ کرتے رہے جس کے نتیجہ میں ان کے رگ و ریشہ میں مسلک اہل حدیث کی حقانیت جاگزیں ہو گئی تھی اس دوران والد محترم 1970ء میں حضرت الشیخ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی کے مشورے اور فرمان پر مدرسہ تجوید القرآن لسوڑی والی لاہور میں بحیثیت صدر مدرس درجہ تجوید قراءآت پر فائز ہوئے اس وقت قاری صاحبؒ مکی مسجد نزد ریڈیو پاکستان کراچی میں امامت اور تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے قاری صاحبؒ نے بے پناہ اخوت اور محبت کی وجہ سے والد محترم کو لاہور میں خط لکھا کہ اب سنت اور مسلک اہل حدیث سے اس قدر محبت ہو چکی ہے اب حنفیوں کی امامت کرانے کو دل نہیں چاہتا لہٰذا فوری طور پر لاہور میں کوئی جگہ دیں کیونکہ یہاں ذہنی طور پر پریشان ہوں۔ اسی سال والد محترم حج بیت اللہ پر جا رہے تھے لہٰذا انہوں نے قاری صاحبؒ کو مدرسہ تجوید القرآن مسجد لسوڑی والی میں اپنی جگہ پر مقرر فرمایا اور یہاں تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کے فرائض بھی سونپ دیئے۔ عرصہ تین سال تک خدمت قرآن میں مصروف رہے اور ساتھ ساتھ قاری اظہار احمد تھانویؒ سے دوبارہ سبعہ قراءآت کی تکمیل کی اور باقاعدہ سند فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ دارالقرآن فیصل آباد کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ویرووالوی کے سخت اصرار اور والد محترم کے مشورہ سے حضرت قاری صاحبؒ مدرسہ دارالقرآن فیصل آباد تشریف لے گئے اور وہاں پر بحیثیت صدر مدرس شعبہ تجوید و قراءآت ایک عرصہ تک کام کرتے رہے اور وہاں سے اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں پر حجاز اور مصر کے عظیم قراء و علماء سے اکتساب فیض کیا۔ مثلاً الشیخ القرآء المقری عبدالفتاح القاضی المصری، الشیخ محمد صادق القمحاوی المصری، الشیخ عبدالرزاق المصری، الشیخ عبدالفتاح المرصفی

وغیرہم پاکستان کے شیوخ الشیخ القاری اظہار احمد تھانوی الشیخ المقری قاری حبیب اللہ الافغانی، الشیخ عبدالحق کراچی۔ حضرت قاری صاحب مدینہ یونیورسٹی کی سالانہ چھٹیاں ہمیشہ ساہیوال جامعہ عزیزیہ میں گزارا کرتے تھے اور آپ نے یہاں مسلسل آٹھ مرتبہ قرآن کریم نماز تراویح میں مکمل کیا مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد مستقل طور پر جامعہ عزیزیہ ساہیوال میں بحیثیت صدر مدرس درجہ تجوید و قراء آت ایک عرصہ تک کام کرتے رہے۔ یہاں سے بے شمار قرآء و حفاظ نے آپ سے استفادہ کیا آپ کے لاتعداد تلامذہ پاکستان اور بیرون ملک میں خدمت قرآن میں مصروف ہیں حضرت قاری صاحب" تدریس کے ساتھ ساتھ مسجد رحمانیہ ساہیوال میں بطور امام بھی رہے ہیں آپ حلیم الطبع اور بلند اخلاق کے مالک تھے شاید یہی وجہ ہے کہ مسجد رحمانیہ کے حضرات آپ کو بہت یاد کرتے ہیں اور آپ کے عجیب واقعات سناتے ہیں اور کہتے ہیں جتنا عرصہ آپ امام رہے ہیں کبھی بھی کسی نمازی سے ناراضگی نہیں ہوئی میرے خیال میں یہ سب سے بڑی کرامت ہے کہ عرصہ چار پانچ سال تک ایک مسجد میں امام رہے اور کبھی شکایت کا موقع نہ دیا اور جب بھی چھٹی پر احمدپور شرقیہ تشریف لے جاتے تو اپنی جگہ پر کسی طالب علم کو مقرر فرماتے اور واپسی پر اپنی جیب سے اس کی خدمت کرتے جس کی بنا پر مقتدیوں کو کبھی پریشانی نہ ہوتی آپ کے اس حسن انتظام سے مسجد کے لوگ بہت متاثر تھے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرتے کہ قاری صاحب" کتنے ذمہ دار شخص ہیں بعد ازاں ضلع بہاولپور کے احباب اور بالخصوص حاجی عبدالرحمٰن طیب کے اصرار پر اور محترم قاری محمد ادریس عاصم اور والد محترم کے مشورہ پر بہاولپور تشریف لے گئے وہاں پورے علاقہ میں کوئی ایسی درسگاہ نہ تھی جہاں صحیح معنوں میں علم تجوید و قراء آت کی تعلیم کا بندوبست ہو وہاں پر حضرت قاری صاحب" نے مدرسہ حفظ القرآن کی بنیاد رکھی اور خوب دل جمعی سے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے عرصہ دراز تک کام کیا اور بے شمار قراء حفاظ پیدا کئے الحمدللہ اس وقت پورے علاقہ میں حضرت موصوف کے

شاگرد چھائے ہوئے ہیں اور خدمت قرآن کریم میں مصروف ہیں محترم قاضی محمد رفیق صاحب جو دو سال قبل حضرت قاری صاحبؒ کے ساتھ حج بیت اللہ پر گئے تھے حضرت قاریؒ صاحب نے والد محترم کی بھی قاضی صاحب سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کروائی اور (ان کو دوران سفر بڑی حکمت اور اخلاص کے ساتھ دعوت دیتے رہے اب قاضی صاحبؒ الحمد للہ ایک پختہ اہل حدیث ہو چکے ہیں) محترم قاضی صاحبؒ اور حضرت قاری صاحبؒ کی دوستی ابھی پروان تھی کہ ٹوٹ گئی۔ قاضی صاحبؒ کے بارے میں سنا ہے کہ وہ حضرت قاری صاحبؒ کی یاد میں بہت غمزدہ رہتے کیونکہ مخلص عالم دین عظیم استاد مجسمہ اخلاق کا عین شباب میں اٹھ جانا ایک بہت بڑا سانحہ ہے اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو قرآن و سنت پر قائم و دائم رکھے۔ جب حضرت قاری صاحبؒ کی وفات کی خبر ساہیوال پہنچی تو اس وقت والد محترم پاکستان میں موجود نہیں تھے آپ سعودی عرب عمرہ کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے تو اس وقت آپ کو آپ کے چھوٹے بھائی الحاج محمد زکریا صاحب نے ٹیلیفون پر سعودی عرب اطلاع دی تو آپ نے بیت اللہ میں قاری صاحبؒ کی نماز جنازہ ادا کرائی نماز جنازہ کے فرائض مولانا حفیظ الرحمٰن ملتانی نے سرانجام دیئے۔ وفات سے تقریباً دو سال قبل اپنے آبائی گاؤں کوٹ سپرا علاقہ احمد پور شرقیہ کے احباب کے اصرار پر مدرسہ نذیریہ محمدیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا یہ نام بھی والد محترم نے تجویز فرمایا تھا اور حافظ عبدالکریم صاحب سے رابطہ قائم کیا حافظ صاحب مدظلہ پر علاقے کی اہمیت اور دینی پسماندگی کو واضح کیا۔

حافظ صاحب مدظلہ نے وعدہ فرمایا اور تھوڑے عرصہ میں ایک خوب صورت مسجد بمعہ دو کمرے طلباء کی رہائش کے لئے تعمیر کروا دیئے اور ساتھ دو اساتذہ کی تنخواہ جاری فرما دی اللہ تعالیٰ حافظ صاحبؒ کو اس عظیم خدمت کا اجر عظیم عطا فرمائے اب الحمد للہ مستقل طور پر حضرت قاری صاحبؒ عرصہ چند سال قبل بہاولپور کی جماعت سے اجازت لے کر کوٹ سپرا احمد پور شرقیہ تشریف لے آئے تھے اور یہاں دن رات تعلیم

قرآن کریم میں مشغول ہوگئے اور ساتھ ہی تبلیغی کام بھی زور و شور سے کر رہے تھے اور الحمدللہ تھوڑے عرصہ میں ایک بہت اچھی جماعت تیار ہوچکی تھی علاقہ کے لوگ بہت خوش تھے حضرت قاری صاحبؒ پورے اخلاص کے ساتھ مسلک کی خدمت کر رہے تھے علاقہ کے مخلص احباب حضرت کے ساتھ ساتھ شانہ بشانہ چل رہے تھے بالخصوص سب سے پہلے آپ کے برادر اکبر میاں سراج احمد صاحب نے مسلک حقہ کو قبول کیا جس کی وجہ سے حضرت قاری صاحبؒ بہت خوش تھے کیونکہ اب برادری میں کام کرنے کی راہیں ہموار ہوگئی تھی میاں سراج احمد نے بھی دن رات مطالعہ کتب تبلیغ و تقریر اور درس قرآن کریم سے خاندان اور قرب و جوار کے احباب کے عقائد درست کئے اسی طرح حاجی قاضی محمد رفیق، میاں غلام نبی صاحب، قاری غلام یٰسین صاحب، حاجی احمد صاحب جیسے احباب نے دل کھول کر آپ کا ساتھ دیا جسکی وجہ سے پورے چمن میں بہار آ رہی تھی اور علاقہ کے لوگ دھڑا دھڑ مسلک اہل حدیث کو قبول کر رہے تھے لیکن داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس چمن سے روٹھ کر چلے گئے۔

حضرت قاری صاحبؒ فخر القراء القاری نذیر احمد مدنی کے نام سے مشہور تھے آپ کے مشہور رفقاء فضیلۃ الشیخ المقری قاری محمد یحییٰ رسولنگری، الشیخ القراء المقری الاستاذی قاری محمد ابراہیم مدنی میرمحمدی، الشیخ حافظ عبدالکریم ڈیرہ غازی خان، الشیخ المقری قاری محمد ادریس عاصم لاہور، محترم حافظ فیاض احمد صاحب لاہور، محترم الشیخ قاری عبدالحمید بہاولنگری، الشیخ القاری شیر عالم کیمبل پوری، الشیخ قاری عنائیت اللہ بن الشیخ قاری حبیب اللہ، قاری اللہ بخش صاحب، قاری حبیب اللہ

آپ کے مشہور تلانذہ

قاری عبدالغفور حال مقیم سعودیہ، قاری محمد اسلم فیصل آبادی، قاری عبدالصمد بلوچ ڈیروی، قاری محمد خالد مجاہد خطیب پتوکی، قاری عطاء اللہ، قاری خادم حسین، قاری کریم بخش، قاری الطاف احمد، حافظ محمد ادریس فیصل آبادی